سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۶۰

مصائبِ دُنیا اور راحتِ عُقبیٰ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۶۰

مصائبِ دنیا اور راحتِ عقبیٰ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

به فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
به اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : مصائب دنیااور راحتِ عقبیٰ

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولاناشاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ : ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ مطابق ۴ فروری ۱۹۸۳ء، بروز جمعۃ المبارک

مرتب :جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخِ اشاعت : ۴ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۴ مارچ ۲۰۱۶ء بروز پیر

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر واشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولاناشاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولاناشاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

امام سَرخُسی کا ایک عظیم الشان کارنامہ ۶
نماز شروع کرنے سے قبل ایک مستحب عمل ۶
تکبیر تحریمہ میں امام کے کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی حکمت ۷
نماز شروع کرنے کا مسنون طریقہ ۷
نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ ۹
نمازی کے سامنے سے گزرنے کا مسئلہ ۱۰
نماز میں جمائی کو کیسے روکیں؟ ۱۲
بلندی پر چڑھنے اور نیچے اترنے کی سنتیں ۱۳
دعا مانگنے کی لذّت ۱۴
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھنے کے مواقع ۱۶
مکروہ کسے کہتے ہیں؟ ۱۸
استحباب کی تعریف ۱۹
اِنَّا لِلّٰہِ کے بعد پڑھی جانے والی ایک مسنون دعا ۲۰
استدراج کی حقیقت ۲۱
اتباعِ سنت کے ساتھ مؤمن کی ہر حالت باعثِ اجر ہے ۲۳
مخلوق پر رحم کرنے کے انعامات ۲۴
دنیا کی تکالیف آخرت کے درجات میں اضافے کا سبب ہیں ۲۵
مقامِ تسلیم و رضا ۲۶
جنت میں سب سے پہلے جانے والے لوگ ۲۷
مصیبت میں اللہ کی حمد کرنے کا طریقہ ۲۷

حالتِ تکلیف میں اللہ کی حمد کرنے کی وجہ ۲۹
انسان پر اللہ کی نعمتیں تکلیفوں سے زیادہ ہیں ۲۹
اصلاحِ اخلاق اور اتباعِ سنت کی نصیحت ۳۱
دنیاوی مصائب پر زیادہ غم کرنا گناہ ہے ۳۲
مصائب پر اجر و ثواب کی بشارت ۳۳
داڑھی دین داری کا باغ ہے ۳۵
جلد از جلد حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی شکل بنالیں ۳۵
اتباع سنت پر مخلوق سے نہ ڈریں ۳۶
دین پر استقامت کے ثمرات ۳۷

❁❁❁❁

عظمت تعلق مع اللہ

دامن فقر میں مرے پنہاں ہے تاج قیصری
ذرّۂ درد و غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں

اُن کی نظر کے حوصلے رشکِ شہانِ کائنات
وسعتِ قلبِ عاشقاں ارض و سما سے کم نہیں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مصائبِ دنیااور راحتِ عُقبیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ[1]

امام سَرخُسی کاایک عظیم الشان کارنامہ

شمس الائمہ امام محمد بن احمد سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی تیس جلدوں میں فقہ کی ایک کتاب ہے ”المبسوط“، انہوں نے اس کتاب کو اُس زمانے میں لکھا تھا جب وہ ایک کنویں میں قید تھے۔ پہلے زمانے کے حکمران جس سے ناراض ہو جاتے تھے اسے ایک سزا یہ بھی دیتے تھے کہ کنویں کے اندر ڈلوا دیتے تھے۔ امام سرخسی نے اپنے وقت کے حکمران کے خلاف ایک فتویٰ دیا جس پر ناراض ہو کر اس نے انہیں کنویں میں ڈلوا دیا، ان کے شاگرد کنویں کے کنارے آکر بیٹھ جاتے تھے اور انہیں کھانا لا کر دیتے تھے اور امام سرخسی انہیں اپنی زبان سے کتاب لکھواتے رہتے تھے۔ اس زمانے میں جب کہ ان کو کسی کتب خانہ کی سہولت مہیا نہیں تھی انہوں نے تیس جلدوں پر محض اپنی یادداشت سے زبان سے بول کر المبسوط لکھوائی۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے، اس کا اردو ترجمہ نہیں ہے۔

نماز شروع کرنے سے قبل ایک مستحب عمل

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے المبسوط میں لکھا ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

[1] الانعام: ٧٩

فرماتے ہیں اُحِبُّ اِلَیَّ اَنْ یَّزِیْدَ فِی الْاِفْتِتَاحِ مجھے یہ بات محبوب ہے کہ نماز شروع کرتے وقت اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا پڑھا جائے۔ اس زمانے میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا کوئی مفتی نہیں تھا، وہ مفتیوں کے بھی بڑے مفتی تھے اور تاریخ اسلام میں پہلے شخص تھے جنہیں قاضی القضاۃ یعنی چیف جسٹس بنایا گیا تھا۔ اتنے بڑے فقیہ اور عالم اپنے اس مؤقف کے ثبوت میں ایک حدیث پیش کرتے ہیں اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا[۲] یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرنے سے پہلے اس کو پڑھ لیا کرتے تھے۔ لیکن یہ پڑھنا واجب نہیں ہے، اگر کسی کو یاد نہ ہو تو کوئی پریشانی کی بات نہیں، یہ ایک سنت ہے اور وہ بھی غیر مؤکدہ سنت ہے، اس کی زیادہ تاکید نہیں ہے۔ لیکن اگر آپ اس سنت کو یاد کرلیں اور اس پر عمل کرلیں تو ثواب سے خالی نہیں۔

تکبیر تحریمہ میں امام کے کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی حکمت

المبسوط میں ایک مسئلہ اور لکھا ہے کہ نماز پڑھاتے وقت امام کانوں تک ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے جو اللہ اکبر کہتا ہے تو اس میں کیا راز ہے؟ علماء پر شریعت کے راز بھی منکشف ہوجاتے ہیں۔ لیکن یہ بات بڑی کتابوں میں ہے، چھوٹی چھوٹی کتابوں میں نہیں ہے۔ امام محمد سرخسی رحمۃ اللہ علیہ المبسوط میں لکھتے ہیں کہ نیت باندھتے وقت امام کا بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے اور کانوں تک ہاتھ اٹھانے کے اندر یہ راز ہے کہ اگر امام کے پیچھے مقتدی نابینا ہے تو آواز سن لے گا کہ نماز شروع ہوگئی ہے اور اگر بہرہ ہے تو ہاتھوں کو دیکھ کر سمجھ جائے گا۔ تو اس سنت میں نابینا اور بہروں کی بھی رعایت ہے۔ سبحان اللہ! کیا راز بیان کیا ہے، کبھی ہم لوگوں کے ذہن میں بھی نہیں آیا تھا۔

نماز شروع کرنے کا مسنون طریقہ

اب یہاں نماز کی چند اور سنتیں بھی سیکھ لیجیے، نماز کی سنتیں اور مسائل سیکھنا بہت

---

[۲] المبسوط للسرخسی: ۱/۱۲، کتاب الدخول فی الصلٰوۃ، دار المعرفۃ، بیروت

ضروری ہے۔ نماز میں کھڑے ہوتے وقت آپ کے پاؤں اس طرح سیدھے ہوں کہ پاؤں کی انگلیاں کعبہ شریف کی طرف ہوں، اور دونوں پاؤں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ ہو۔ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ اس میں خشوع زیادہ ہے، چار انگل کا فاصلہ رکھنا مستحب ہے، اس سے دل میں خشوع پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی کو تکلیف ہو تو فاصلہ زیادہ بھی کرسکتا ہے مگر پاؤں کی انگلیاں کعبہ شریف کی طرف رہیں۔ نیت باندھنے کے لیے ہاتھ کانوں تک اٹھاتے وقت ہاتھ کی ہتھیلیاں کعبہ شریف کی طرف ہوں اور انگلیاں بالکل سیدھی ہوں۔

فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ ایک تابعی بزرگ طاؤس رحمۃ اللہ علیہ تھے کَانَ رَأْسٌ فِي الْعِلْمِ وَ الْعَمَلِ لیکن ان کو ایک مسئلہ کا علم نہیں تھا، وہ نماز کی نیت کرتے وقت سر سے اوپر ہاتھ اٹھاتے تھے اور نگاہ اوپر کرکے تکبیر کہہ کر نیت باندھتے تھے۔ دیکھو کیسے کیسے ڈیزائن کی نیتیں ہوتی ہیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ پر عمل مت کرو کیوں کہ یہ مسئلہ ان تک نہیں پہنچا تھا۔ اسی لیے فقہاء کرام کی بہت سخت ضرورت ہے، فقہاء نہ ہوں تو شریعت کا مسئلہ سمجھنا بہت مشکل ہوجاتا ہے۔ اسی لیے براہِ راست حدیثوں سے مسئلہ مت سیکھو، فقہاء سے سیکھو کیوں کہ فقہاء کے سامنے تمام حدیثیں ہوتی ہیں، آپ تو ایک حدیث دیکھیں گے، ہوسکتا ہے کہ وہ ابتدائی زمانہ کی ہو، بعد میں اس پر عمل منسوخ ہوگیا ہو، تو آپ کو تو کچھ خبر ہی نہیں۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیئس سالہ زندگی کے دین کا نچوڑ فقہاء کرام کے سامنے ہوتا ہے، تب وہ کوئی مسئلہ لکھتے ہیں۔ اس کو یاد رکھو، اس میں بڑی غلط فہمی ہوجاتی ہے۔ بعض لوگ محض حدیث کی کتابیں دیکھ کر مسئلہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں حالاں کہ کتبِ احادیث میں ناسخ اور منسوخ ہر قسم کی روایتیں ہوتی ہیں، ابتدائی زمانے کی بھی جو منسوخ ہوگئی ہیں اور آخری زمانے کی بھی، اب ان روایتوں سے صحیح مسئلہ سمجھنا ائمہ اور فقہائے کرام کا کام ہے۔

اب دیکھیں حضرت طاؤس اتنے بڑے تابعی ہیں کہ صاحبِ مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ کے آخر میں جہاں تابعین کی اسناد بیان کی ہیں وہاں ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ کَانَ رَأْسٌ فِي الْعِلْمِ وَ الْعَمَلِ یعنی علم اور عمل میں بہت بڑھے ہوئے تھے لیکن ان کو نیت باندھنے کی سنت کا علم نہیں ہوسکا۔ اسی لیے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ ان کے اس مسئلے پر عمل مت کرو کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایسے

ہی نیت باندھ رہا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اے شخص نگاہ نیچی رکھو، پس تحقیق تُو اللہ کو نہیں دیکھ سکتا، اور ہاتھ کو نیچا کر پس تحقیق تو اللہ کو نہیں پکڑ سکتا۔

اور نیت باندھتے وقت سر کو جھکانا بھی نہیں چاہیے، بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ سر کو ذرا سا جھکا لیتے ہیں، اس وقت سر جھکانے کو علماء نے بدعت لکھا ہے۔ شامی میں لکھا ہے وَاَنْ لَّا یُطَاطِئَ رَأْسَهٗ عِنْدَ التَّکْبِیْرِ فَاِنَّهٗ بِدْعَةٌ [۳] تکبیر تحریمہ کے وقت سر کو نہ جھکاؤ۔ اگر چادر وغیرہ اوڑھے ہوئے ہو تو اس کو اس طرح سے ٹھیک کرو کہ سر پورا سیدھا رہے، سر کو زیادہ مت جھکاؤ۔ بعض لوگوں کو دیکھا ہے جن کی کمر ٹیڑھی ہے وہ بہت جھک کر نیت باندھتے ہیں تو بعض نوجوان سمجھتے ہیں کہ خدا کے سامنے اتنا ہی جھکنا چاہیے لہٰذا وہ بھی اتنا جھک کر نیت باندھتے ہیں کہ اگر ان کا ہاتھ چھوڑ دیا جائے تو وہ گھٹنوں سے لگ جائے۔ یاد رکھو یہ حالتِ رکوع ہے، حالتِ قیام نہیں ہے۔ فقہاء لکھتے ہیں کہ گھٹنے تک انگلیاں پہنچنے سے رکوع ہو جاتا ہے لہٰذا اتنا نہ جھک جاؤ کہ انگلیاں گھٹنوں سے لگ جائیں اور نماز ہی نہ ہو، قیام ہی ختم ہو جائے، قیام کی حقیقت یہ ہے کہ اگر ہاتھ چھوڑے جائیں تو انگلیاں گھٹنوں سے نہ لگیں لہٰذا سیدھے کھڑے رہو اور اللہ کا خوف دل کے اندر رکھو۔

نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ

نیت کرنے کے بعد ہاتھ ناف کے نیچے باندھو۔ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر تین انگلیاں کلائی پر رکھو اور چھنگلی یعنی سب سے چھوٹی انگلی سے انگوٹھے کو پکڑو اور ہاتھوں کو آزاد چھوڑ دو وہ خود ناف کے نیچے پہنچ جائیں گے، ناف ٹٹولنے کی ضرورت نہیں ہے، حالت نماز میں ناف کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، ہاتھوں کو بالکل ڈھیلا چھوڑ دو تو وہ خود بخود ناف کے نیچے جا کر رک جائیں گے۔

علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ شریعت نے جو ہاتھ باندھنا سکھایا ہے تو اس میں کیا حکمت ہے؟ اگر ہاتھ چھوڑے چھوڑے نماز پڑھتے تو کیا ہوتا؟ تو لکھتے ہیں کہ اس میں

[۳] الدر المختار: ۱/۴۷۵،کتاب الصلوٰۃ،باب واجبات الصلوٰۃ،دار الفکر،بیروت

ایک تو ادب ہے، دوسرا یہ کہ اگر لمبی سورتیں پڑھتے مثلاً سورہ بقرہ جیسے بعض اولیاء اللہ نماز میں ایک ایک گھنٹہ کھڑے رہتے تھے تو ہاتھ کی انگلیوں میں خون کا اجتماع ہو جاتا، اجتماعِ دم ہو جاتا۔[۴] سبحان اللہ! فقہاء نے شریعت کی ہر بات کو عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے۔

نمازی کے سامنے سے گزرنے کا مسئلہ

تو میں عرض کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ اہلِ عراق نے ایک مسئلہ نکالا کہ اگر عورت نمازی کے سامنے آجائے تو اس کی نماز ہی ختم ہو جاتی ہے جیسے گدھے اور کتے نمازی کے سامنے سے گزر جائیں تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ سن کر اتنا غصہ آیا کہ ان کے غصے کی حد اس روایت سے دیکھو اور یہ مسئلہ بھی سمجھ لو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہانے فرمایا **یَا اَھْلَ الْعِرَاقِ وَالشِّقَاقِ وَ النِّفَاقِ**۔ بتایئے کتنے سخت الفاظ کہے کہ اے اہل عراق تم شقاق اور نفاق والے ہو۔ غرض ان کو بہت ڈانٹا اور فرمایا **قَرَنْتُمُوْنِیْ بِالْکِلَابِ وَالْحَمِیْرِ** تم لوگوں نے ہم عورتوں کو کتے اور گدھے کے ساتھ ملادیا کہ اگر نمازی کے سامنے سے کتے اور گدھے گزر جائیں اور ہم عورتیں بھی گزر جائیں تو نماز ہی ختم ہو جائے گی۔ پھر انہوں نے فرمایا **کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ وَ اَنَا مُعْتَرِضَۃٌ بَیْنَ یَدَیْہِ کَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَۃِ**[۵] کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو نماز پڑھتے تھے اور ہم ان کے سامنے لیٹے ہوتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرہ مبارک اتنا چھوٹا تھا کہ رات کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز پڑھتے تھے تو حضرت عائشہ سامنے لیٹی ہوتی تھیں، جب آپ سجدے میں جانے لگتے تو حضرت عائشہ کے پاؤں کو ہاتھ سے چھوتے، اس سے وہ سمجھ جاتیں اور اپنے پاؤں سمیٹ لیتیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے۔ مطلب یہ ہے کہ عورت کا نمازی کے سامنے سے گزرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اگر آپ گھر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور دو صف کے فاصلے سے کوئی عورت کسی کام سے گزر گئی تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

---

[۴] الدرالمختار: ۱/۲۷۰، کتاب الصلٰوۃ، باب واجبات الصلٰوۃ، دار الفکر، بیروت

[۵] المبسوط للسرخسی: ۱/۱۹۱، باب الحدث فی الصلٰوۃ، دار المعرفۃ، بیروت

اگر نمازی کے بالکل سامنے سے کوئی گزرنے لگے تو فقہائے کرام فرماتے ہیں اِنَّ الدَّرْءَ رُخْصَةٌ وَّ الْاَفْضَلُ اَنْ لَّا یُدْرَأَ لِاَنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَعْمَالِ الصَّلٰوةِ[۲] کسی (نمازی) کو (نماز کی حالت میں سامنے سے گزرنے والے کو) ہٹانا رخصت ہے، افضل تو یہی ہے کہ معمولی سا اشارہ کر دیا جائے، اگر وہ نہ رکے تو جانے دیا جائے اور مزاحمت نہ کی جائے کیوں کہ اس طرح کرنا نماز سے متعلقہ ارکان میں داخل نہیں۔ بس زیادہ سے زیادہ معمولی ہاتھ کا اشارہ سا کر سکتے ہیں جس میں عمل کثیر نہ ہو، اور عمل کثیر کی ایک علامت یہ ہے کہ اس کی حرکات و سکنات سے یہ محسوس ہونے لگے کہ یہ نماز سے باہر ہے، لہٰذا اس حد تک حرکت نہ کریں جو نماز کے لیے مفسد ہو۔

اگر ایک آدمی کے بالکل پیچھے کوئی نماز پڑھ رہا ہے، اور وہ یہ سمجھ کر اٹھتا ہی نہیں کہ نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز نہیں، تو اگر کوئی بالکل پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو آپ اٹھ کر جا سکتے ہیں کیوں کہ یہ گزرنا نہیں ہے، یہ اٹھ کر چلے جانا ہے، گزرنا جب ہے کہ نمازی کے ایک کندھے سے ہوتے ہوئے دوسرے کندھے سے گزر جائیں، دونوں کندھے کراس یعنی پار کر لیں۔ اور اگر نمازی سے دو صف کا فاصلہ ہو تو اس کے سامنے سے بھی گزر سکتے ہیں یعنی جس صف میں نمازی نماز پڑھ رہا ہے تو ایک صف تو اس کی ہوگئی چار ہاتھ کی اور اگلی صف کے چار ہاتھ کا فاصلہ اور سمجھ لو، تو آٹھ ہاتھ کے فاصلے سے گزرنا جائز ہے، یہ مسئلہ یاد کر لیں۔ بعض لوگ اس میں بھی پریشان رہتے ہیں، لہٰذا اس کا جاننا ضروری ہے، اب اگر دفتر کا ٹائم ہو رہا ہے یا بیوی بیمار ہے تو گویا وہ پھنسا ہوا ہے تو دو صف کا فاصلہ چھوڑ کر گزرنا جائز ہے جس کی مقدار آٹھ ہاتھ یا آٹھ فٹ ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی نمازی کے بالکل سامنے بیٹھا ہو تو اٹھ کر جا سکتا ہے، یہ گزرنا نہیں ہے اِلّا یہ کہ آپ کسی ایسے علاقے میں ہوں جہاں یہ خطرہ ہو کہ وہ آپ کو پکڑ کر مارنا شروع کر دیں کہ سامنے سے کیوں گزرا؟ جیسے بعض دیہاتوں میں جو لوگ مسائل سے واقف نہیں ہیں وہاں پر التحیات میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتے وقت انگلی اٹھاؤ تو وہ انگلی ہی توڑ ڈالتے ہیں۔ التحیات میں انگلی اٹھانا تو مستحب ہے اور انگلی تُڑوانا حرام ہے، اپنی کسی چیز کو نقصان پہنچانا حرام

---

[۲] بدائع الصنائع: ۱/۲۱۷، فصل بیان ما یستحب فی الصلٰوة وما یکرہ، دار الکتب العلمیة، بیروت

ہے۔ لہٰذا اگر کوئی ایسا علاقہ ہو جہاں کے لوگ انگلی توڑ دیتے ہوں وہاں التحیات میں انگلی مت اٹھاؤ، بغیر انگلی اٹھائے ہی التحیات پڑھ لو۔

نماز میں جمائی کو کیسے روکیں؟

نماز میں جمائی آئے تو اسے روکنا چاہیے۔ اگر مجلس میں کسی شخص کو جمائی آجائے اور وہ منہ پھیلائے تو برا لگتا ہے یا نہیں؟ تو جب عام لوگوں کے سامنے جمائی لینا ادب کے خلاف ہے تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں، خدا کے سامنے نماز کی حالت میں منہ پھیلانا کیسا ہے؟ لہٰذا جمائی کو روکنے کی کوشش کرو اور دانتوں سے ہونٹوں کو دباؤ۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اگر کسی کو قدرت ہے کہ اپنے دانتوں سے ہونٹوں کو دبا کر جمائی روک سکتا ہے لیکن وہ اس قدرت کو استعمال نہیں کرتا، جلدی سے منہ پھیلا کر جمائی لے لیتا ہے تو اس کی نماز مکروہ ہو جائے گی۔ لہٰذا پہلے تو کوشش کرو کہ منہ کو دانتوں سے دبالو اور اگر پھر بھی نہ رُکے تو حالتِ قیام میں منہ پر سیدھا ہاتھ رکھ لو۔ اور جمائی لیتے وقت ہاہا کی آواز نکالنا منع ہے چاہے نماز میں ہو یا نماز سے باہر۔ حدیث پاک میں ہے اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَقُلْ ھَاہْ ھَاہْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَضْحَکُ فِیْ جَوْفِہٖ[۷] جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو ہاہا مت کرو۔

جمائی شیطان کے اثر سے آتی ہے، اس لیے کسی نبی کو کبھی جمائی نہیں آئی۔ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ جب جمائی آئے تو یہ تصور کرلو کہ کسی پیغمبر کو جمائی نہیں آئی، اس تصور سے جمائی رک جائے گی، چاہو تو تجربہ کرلو۔ قَالَ الْقُدُوْرِیْ جَرَّبْنَاہُ مِرَارًا فَوَجَدْنَاہُ کَذٰلِکَ امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کا بارہا تجربہ کیا تو اسی طرح ہوا قُلْتُ وَقَدْ جَرَّبْتُہٗ اَیْضًا فَوَجَدْتُہٗ کَذٰلِکَ پھر علامہ شامی فرماتے ہیں کہ میں نے بھی اس کا تجربہ کیا تو اسی طرح پایا، اس تصور سے جمائی رُک گئی۔[۸] اگر نماز کی حالت میں جمائی آئے تو اسے روکنے کی کوشش کریں، اگر روکنے کی کوشش کرنے کے باوجود جمائی نہ رُکے اور آپ نماز میں ہاتھ

۷؎ صحیح ابن خزیمۃ:۱/۵۸،باب الزجر عن قول المتثائب فی الصلٰوۃ،المکتب الاسلامی

۸؎ ردالمحتار:۱/۴۷۸،باب اٰداب الصلٰوۃ،دار الفکر بیروت

باندھے کھڑے ہیں تو داہنے ہاتھ کی پشت منہ پر رکھ لیں لیکن اگر کسی ایسی حالت میں جمائی آئی کہ بائیں ہاتھ کی پشت منہ پر رکھ سکتے ہیں تو بائیں ہاتھ کی پشت منہ پر رکھ لیں۔ اگر نماز کے علاوہ جمائی آئے تو پہلے اسے روکنے کی کوشش کریں، اگر نہ رُکے تو بائیں ہاتھ کی پشت منہ پر رکھیں، یہ بھی سنت ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَقُلْ ھَاہْ ھَاہْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَضْحَکُ فِیْ جَوْفِہٖ جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو ھاھا کی آواز نہ نکالے کیوں کہ اس سے شیطان ہنستا ہے۔ تو جمائی میں آواز نہیں نکالنی چاہیے۔

ایک بہت بڑے مفتی صاحب نے خود مجھ سے فرمایا کہ جب بھی جمائی آنے لگتی ہے تو میں فوراً سوچ لیتا ہوں کہ کسی نبی کو جمائی نہیں آئی تو فوراً رک جاتی ہے۔ لیکن اگر کسی کا تصور یا روحانی قوت کمزور ہو اور جمائی نہ رُکے تو وہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے۔

نماز میں ہائے، آہ، اُف یا ھا کہے یا زور سے روئے تو نماز جاتی رہتی ہے، لیکن جنت اور دوزخ کو یاد کرنے سے اگر دل بھر آیا اور زور سے آہ، اُف کی آواز منہ سے نکل گئی تو نماز نہیں ٹوٹی، کیوں کہ جنت اور دوزخ گویا کہ اللہ ہی کی یاد ہے۔[۹]

بلندی پر چڑھنے اور نیچے اترنے کی سنتیں

اسی طرح نیچے اترنے کی سنت ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب کیا ہے ذرا سا نیچے اترو تو سُبْحَانَ اللہِ پڑھو، اوپر چڑھو تو اَللہُ اَکْبَرْ کہو۔ اکثر جگہ تو دو تین سیڑھیاں ہی ہوتی ہیں مگر جن کا گھر یا دفتر دو منزلہ ہے ان کا کیا پوچھنا۔ ایسے لوگ کہتے ہیں کہ صاحب یہ تو بڑی مصیبت ہے (نعوذ باللہ) کہ اترتے چڑھتے سُبْحَانَ اللہِ اور اَللہُ اَکْبَرْ پڑھو۔ واللہ، میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ حق تعالیٰ کی محبت سے محرومی کی علامت ہے ورنہ ان سے ملنے کو تو بہانہ چاہیے، اگر محبت ہے تو آدمی بہانہ ڈھونڈتا ہے کہ کس بہانے سے ان سے ملاقات ہو جائے۔ ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اور اس کا رونے کو جی چاہ رہا تھا، اتنے میں ایک آدمی نے اسے تھپڑ مار دیا، اس نے کہا کہ اللہ تجھ کو جزائے خیر دے میں تو پہلے ہی رونے والا تھا، تو نے میرے لیے بہانہ بنا دیا۔ بخاری

---

۹ بہشتی زیور:۲۲ (مسئلہ نمبر:۲)

شریف کی روایت ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَاِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا[۱۰] ہم لوگ جب اُوپر چڑھتے تھے تو اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہتے تھے اور جب نیچے اترتے تھے تو سُبْحَانَ اللہِ کہتے تھے۔ یہ جو سنتیں ہیں کہ سیڑھیوں سے یا بلندی سے اُترو تو سُبْحَانَ اللہِ پڑھو، اور بلندی پر چڑھو تو اَللّٰہُ اَکْبَرْ پڑھو تو یہ مصیبت نہیں ہے بلکہ یوں سمجھو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محبوبِ حقیقی، مالکِ کریم، مولائے کریم کا نام لینے کے لیے بہانے پیدا فرمادیے ہیں کہ میری اُمت کے لوگ اس بہانے سے اللہ کا نام لے لیں گے کہ بلندی پر چڑھ رہے ہیں تو اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہہ رہے ہیں اور نیچے اتر رہے ہیں تو سُبْحَانَ اللہِ کہہ رہے ہیں۔ ان سے ملنے کا بہانہ چاہیے، اللہ کا نام لینے کا بہانہ چاہیے۔

میرے اس بیان کی بنگلہ دیش کے شہر سلہٹ کے ایک مدرسے والوں نے بڑی قدر کی کیوں کہ وہاں مسجد بہت اونچائی پر ہے، تقریباً پچاس سیڑھیاں ہیں، جب دو ڈھائی ہزار طلبہ اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہتے ہوئے چڑھتے اور سُبْحَانَ اللہِ کہتے ہوئے نیچے اترتے تو وہاں کے مہتمم صاحب کہنے لگے کہ اس سنت نے تو ہمارے طلبہ کو ذاکر بنادیا، ہر وقت اللہ کا نام منہ سے نکلنے لگا۔ اگر ایک سنت بھی قبول ہوجائے تو ایک سنت پر تین وعدے ہیں: نمبر ایک سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ نمبر دو، اللہ تعالیٰ اس کو اپنا محبوب بنالیں گے کیوں کہ قرآن پاک میں ہے فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰہُ[۱۱] میرے نبی کی اتباع کرو اور ان کے طریقے پر چلو تو اللہ تعالیٰ تمہیں پیار کرے گا۔ تو اللہ کا پیار بھی ملا اور سو شہید کا ثواب بھی ملا اور قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی نصیب ہوگی۔ اسی لیے سنتوں کا بار بار مذاکرہ کرو، ایک دوسرے کو یاد دلاؤ۔

دعا مانگنے کی لذّت

بعض لوگ دعا کے معاملے میں سمجھتے ہیں کہ جیب میں پیسہ ہے، ڈاکٹر بھی ہے، پھر صحت کی دعا کی کیا ضرورت ہے۔ ارے میاں ڈاکٹر بھی بے وقوف بنادیا جائے گا، جب اللہ کا شفا دینے کا فیصلہ نہیں ہوتا تو ڈاکٹروں کو بھی بے وقوف کردیتے ہیں، دماغ کی چولیں ڈھیلی

---

[۱۰] صحیح البخاری: ۴۲۰/۱ (۳۰۰۶)، باب التسبیح اذا ھبط وادیا، المکتبۃ المظہریۃ

[۱۱] اٰل عمران: ۳۱

کر دیتے ہیں، اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا، دوا کا اثر بھی اُلٹا ہونے لگتا ہے۔ لٰہذا اللہ سے دعا کرو، پیسوں پر ناز مت کرو، پہلے خدا سے دعا مانگو۔ اور دعا مانگنے کی لذت کو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

از دعا نبود مرادِ عاشقاں
جز سخن گفتن باں شیریں دہاں

دعا مانگنے سے عاشقوں کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس پیارے اللہ سے باتیں کرنے کا، گفتگو کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جب بندہ کہتا ہے کہ اے خدا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! جب میرا بندہ مجھے کہتا ہے اے خدا، تو مجھے بہت مزہ آتا ہے ؎

خوش ہمی آید مرا آواز او
و آں خدایا گفتن و آں راز او

جب بندہ اے اللہ کہتا ہے تو اللہ کو یہ آواز بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ چوں کہ دعا میں عبادت سے زیادہ مزہ ہے، اسی لیے دعا کو مغزِ عبادت فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ[۱۲] عبادت کا مغز دعا ہے۔ چناں چہ اہل اللہ کا طریقہ یہ رہا ہے کہ اگر بیس منٹ تہجد پڑھی ہے تو کم سے کم تیس منٹ تک دعا ہی مانگتے چلے جارہے ہیں، اللہ کے سامنے ہاتھ اُٹھا تو اُٹھا ہی رہا۔

لاہور کے ایئرپورٹ پر ایک بہت بڑے افسر ہیں، وہ اور ان کی بیوی میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب سے بیعت ہیں، ان کی بیوی کا ابھی حال ہی میں انتقال ہوا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میری بیوی کا یہ مقام تھا کہ میں دیکھتا تھا کہ دس منٹ پندرہ منٹ آٹھ رکعات تہجد کی نماز پڑھنے کے بعد جب دعا مانگتی تھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اب اس کے ہاتھ کبھی نیچے نہیں گریں گے، دعا مانگتی چلی جاتی تھی، نہ جانے اللہ کی محبت کا کیا مزہ آتا تھا، اور اس کی آنکھوں میں اللہ نے وہ نور عطا کیا تھا کہ جب ایئرپورٹ پر کبھی جرمن جاپان کی عورتیں آجاتی تھیں اور مجھ سے نظر کی کوئی غلطی ہوجاتی تھی تو جیسے ہی گھر میں داخل ہوتا تھا میری بیوی

۱۲ صحیح مسلم: ۲/۱۷۵، باب ما جاء فی فضل الدعاء، ایچ ایم سعید

میری آنکھیں دیکھ کر کہتی تھی کہ آج تمہاری نگاہوں میں ظلمت محسوس ہوتی ہے، تمہاری آنکھیں مجرمانہ معلوم ہوتی ہیں، تمہاری آنکھوں میں مجھے نور نہیں نظر آتا۔ اور جس دن میں تقویٰ سے رہتا تھا، متقی بن کر آنکھوں کو محفوظ رکھ کر دن گزارتا تھا تو وہ میری آنکھوں کو دیکھ کر کہتی تھی کہ ماشاء اللہ آج تو آپ کی آنکھوں میں نورِ تقویٰ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ کی بعض بندیاں اور عورتیں ایسی ولیہ ہوتی ہیں کہ مردوں سے بازی لے جاتی ہیں، بعض عورتیں ایسی ولیہ ہیں جو مردوں سے بھی آگے نکل جاتی ہیں۔

اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھنے کے مواقع

اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھنے کی سنت کو بھی زندہ کیجیے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسبِ ذیل مواقع پر صبر فرمایا اور اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھا۔ ان چار مقامات پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ کر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو ہدایت کر دی کہ چھوٹی سے چھوٹی مصیبت پر بھی اِنَّالِلّٰہِ پڑھ کر اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ یعنی معیتِ خاصہ کی دولت حاصل کرلو۔ وہ کیا ہیں؟

۱) عِنۡدَ لَدۡغِ الشَّوۡکَۃِ کانٹا چبھ جانے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھا ہے۔ آیت اِذَآ اَصَابَتۡھُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ [۱۳] کی تفسیر میں صاحبِ تفسیر روح المعانی لکھتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار مواقع پر بھی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھ کر عمل کا راستہ کھول دیا تاکہ تمہارے اندر فہم پیدا ہو کہ کہاں کہاں پڑھنا چاہیے۔

۲) وَعِنۡدَ لَسۡعِ الۡبَعُوۡضَۃِ اور جب مچھر کاٹ لیتا تھا تب بھی آپ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھتے تھے۔ یہ راستہ مل رہا ہے کہ چھوٹی مصیبت پر بھی فضیلت مل رہی ہے، ہے تو چھوٹی مصیبت مگر بڑی فضیلت لے لو، چھوٹے عمل پر اجرِ عظیم لے لو اور اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ کی معیتِ خاصہ حاصل کرلو اور آپ نے یہ خاموشی سے نہیں پڑھا ذرا بلند

---

[۱۳] البقرۃ :۱۵۶

آواز سے پڑھا، جب ہی تو صحابہ نے سنا۔ بس صحابہ کا سننا دلیل ہے کہ آپ نے زبانِ نبوت سے جہراً پڑھا۔ جیسے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کھڑے ہو کر پڑھتے تھے یا بیٹھ کر؟ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن شریف میں نہیں پڑھا وَ تَرَكُوْكَ قَآئِمًا[۱۴] خطبہ کی حالت میں آپ قائم تھے، جب اونٹوں کا قافلہ دیکھ کر گندم لینے کے لیے بعض صحابہ آپ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ معلوم ہوا کہ آپ کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے۔ وَ تَرَكُوْكَ قَآئِمًا میں قَآئِمًا حال ہے اور فعل حال سے مقید ہوتا ہے یعنی اس حالت میں آپ کو چھوڑا کہ آپ کھڑے ہوئے تھے۔ تو ایسے ہی صحابہ کا اِنَّا لِلّٰهِ سننا دلیل ہے کہ آپ نے جہراً پڑھا۔

۳) اور تیسرا موقع جب آپ نے اِنَّا لِلّٰهِ پڑھا ہے وَعِنْدَ انْطِفَاءِ الْمِصْبَاحِ اور جب چراغ بجھ جاتا تھا تو بھی آپ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھتے تھے۔ اس زمانے میں جب کبھی بجلی فیل ہو جائے تو اس سنت کو ادا کر لیا کریں۔ یہ نہیں کہ اب ہمارے پاس چراغ تو نہیں ہے، چراغ نہیں ہے تو بجلی تو ہے لہٰذا یہ سنت ادا کرو۔ ایک دفعہ بجلی فیل ہوگئی تو حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بجلی فیل ہوئی مگر دل میں تو تجلی ہے۔

۴) اور چوتھا موقع جب آپ نے اِنَّا لِلّٰهِ پڑھا وہ یہ ہے وَعِنْدَ انْقِطَاعِ الشِّسْعِ جب چپل کا فیتہ ٹوٹ جائے تب بھی پڑھو اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ یہ چار مواقع ہیں۔[۱۵]

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اُعْطِيَتْ اُمَّتِيْ شَيْئًا لَّمْ يُعْطَهُ اَحَدٌ مِّنَ الْاُمَمِ اَنْ تَقُوْلَ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ میری امت کو اللہ نے ایک دولت عطا فرمائی ہے جو کسی اور امت کو عطا نہیں کی۔ یعنی اللہ نے ہم کو اِنَّا لِلّٰهِ پڑھنے کی جو نعمت عطا فرمائی ہے وہ پچھلی کسی اُمت کو عطا نہیں کی۔ ابن الہمام فتح القدیر میں کتاب الصلوٰۃ کے اندر لکھتے ہیں کہ دو نعمتیں ایسی ہیں جو پچھلی کسی امت کو نہیں ملیں، جماعت کی نماز کی نعمت پہلے کسی امت کو عطا نہیں ہوئی،

---

[۱۴] الجمعة:۱۱

[۱۵] روح المعانی:۲/۲۳، البقرة (۱۵۶)، دار احیاء التراث، بیروت

اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو عطا فرمائی ہے۔ شکر ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے بعض چیزیں صرف ہمیں ہی عطا فرمائی ہیں، ان ہی میں اِنَّا لِلّٰہِ بھی ہے۔ اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اُعْطِیَتْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃُ عِنْدَ الْمُصِیْبَۃِ شَیْئًا لَمْ تُعْطَہُ الْاَنْبِیَاءُ قَبْلَھُمْ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ وَ لَوْ اُعْطِیَھَا الْاَنْبِیَاءُ قَبْلَھُمْ لَاُعْطِیَھَا یَعْقُوْبُ اِذْ یَقُوْلُ یٰاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ اس امت کو ایک ایسی نعمت دی گئی ہے جو اس سے پہلے انبیاء کو نہیں دی گئی کیوں کہ اگر مجھ سے پہلے کسی امت کو یہ دولت دی جاتی تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو دی جاتی، جب ان کے بیٹے سیدنا یوسف علیہ السلام گم ہوگئے تھے تو وہ اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتے لیکن چوں کہ اس وقت کی امتوں کو یہ نعمت نہیں دی گئی تھی اس لیے انہوں نے فرمایا تھا یٰۤاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ ہائے افسوس یوسف پر! یہ افسوس تو فرمایا لیکن اِنَّا لِلّٰہِ نہیں پڑھی کیوں کہ یہ دولت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مقدر میں تھی۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں اَلَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ[۱۶] جب ان میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھتے ہیں۔ اور مصیبت کی تعریف کیا ہے؟ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کُلُّ مَا یُؤْذِی الْمُؤْمِنَ فَھُوَ مُصِیْبَۃٌ وَّ اَجْرٌ لَّہٗ ہر وہ مکروہ چیز، وہ ناگوار بات جو مومن کو تکلیف دے وہ اس کے لیے مصیبت ہے اور اس پر اجر ملے گا، قَلِیْلًا کَانَ اَوْکَثِیْرًا چاہے قلیل ہو یا کثیر ہو، اور اس پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھنا سنت ہوگا۔[۱۷]

مکروہ کسے کہتے ہیں؟

اور مکروہ کی کیا تعریف ہے؟ ضِدُّ الْمَحْبُوْبِ جو محبوب کے خلاف چیز ہو، جو آپ کی پسند کے خلاف ہو۔ آپ کا جی چاہتا ہے کہ میرا تبادلہ حیدرآباد ہو جائے اور ہو گیا لاہور۔ آپ کا دل چاہتا ہے کہ مجھے گلشن اقبال میں میرے شیخ کے قریب گھر مل جائے اور مل گیا ملیر میں، اور آپ شیخ سے دور ہوگئے۔ تو ہر وہ چیز جو محبوب چیز کے خلاف ہو مکروہ ہے۔ علامہ شامی نے

---

[۱۶] البقرۃ:۱۵۶

[۱۷] روح المعانی:۲/۲۳، البقرۃ(۱۵۶)، دار احیاء التراث، بیروت

مکروہ کی تعریف لکھی ہے اَلْمَکْرُوْہُ ھُوَ ضِدُّ الْمَحْبُوْبِ محبوب کے خلاف چیز مکروہ ہے۔

بہر حال مکروہ کی تعریف ہے ضِدُّ الْمَحْبُوْبِ محبوب کے خلاف چیز۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس کو جو مصیبت، تکلیف یا ناگوار بات پہنچے، اور کہاں کہاں پہنچے؟ یہ بھی سمجھ لیں، فِیْ نَفْسٍ تمہاری جان میں، اَوْ فِیْ مَالٍ یا تمہارے مال میں اَوْ فِیْ اَھْلٍ یا تمہارے اہل و عیال میں، چاہے بیماری کی صورت میں ہو چاہے کانٹا چبھنے کی صورت میں ہو۔ اور آگے کہتے ہیں قَلِیْلًا کَانَ اَوْ کَثِیْرًا چاہے وہ ناگوار بات تھوڑی ہو یا زیادہ ہو عِنْدَ لَدْغِ الشَّوْکَۃِ یہاں تک کہ اگر کانٹا بھی چبھ جائے، عِنْدَ لَسْعِ الْبَعُوْضَۃِ یا مچھر کاٹ لے۔ لَدْغِ معنی چبھنا اور لَسْعِ معنی ڈس لینا، اور بَعُوْضَۃٌ واحد ہے بَعُوْضٌ کا۔ المنجد میں لکھا ہے کہ بَعُوْضٌ کے معنی ہیں مچھر جو اسم جنس ہے، اور اَلْبَعُوْضَۃُ واحد ہے، یعنی ایک مچھر بھی کاٹ لے تو بھی مصیبت آگئی، لہٰذا اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنے کی سنت ادا کرلیں اور نیکیاں کمالیں۔ عام لوگ سمجھتے ہیں جب ہاتھی دوڑائے تب ہی اِنَّا لِلّٰہِ پڑھو، جب شیر غرّا کر حملہ کرے تب اِنَّا لِلّٰہِ پڑھو، ارے مچھر نے کاٹ لیا تب بھی اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ لیں۔

استحباب کی تعریف

اور استحباب کے کیا معنی ہیں؟ محبت طلب کرنا، اللہ کی محبت کو تلاش کرنا۔ جو مستحبات کو حقیر سمجھتا ہے اور ان پر عمل نہیں کرتا تو اللہ کا محبوب کیسے بنے گا؟ معلوم ہوا کہ عاشقوں کو مستحبات کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور مکروہ سے بھی بچنا چاہیے۔ کیوں کہ مکروہ محبوب کا ضد ہے، اس کا اپوزٹ (opposite) ہے۔ دیکھو بھئی، میں انگریزی پڑھا ہوا نہیں ہوں، کوئی غلطی ہوجائے تو درگزر کردینا، میں انگریزی کے الفاظ اس لیے بول دیتا ہوں کیوں کہ بعض انگریزی داں لڑکے بے چارے ضد کو بھی نہیں سمجھتے، اس لیے ان کو سمجھانے کے لیے تھوڑی بہت انگریزی بول دیتا ہوں۔ جیسے ایک لڑکے سے میں نے کہا کہ میرا نظم یہ ہے کہ میں کل حیدرآباد جاؤں گا تو اس نے کہا کہ نظم کے کیا معنی ہیں؟ میں نے کہا کہ پروگرام، تب اس نے کہا اوکے (ok)۔ تو آج کل کے جو لڑکے ہیں وہ عربی اور اردو کے الفاظ سے ناآشنا ہوتے جارہے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰہ کے بعد پڑھی جانے والی ایک مسنون دعا

اب ایک سنت اور ہے جس کو امت چھوڑے ہوئے ہے، الا ماشاء اللہ، اور وہ کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کے بعد یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَ اخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وَیُسَنُّ اَنْ یَّقُوْلَ بَعْدَ الْاِسْتِرْجَاعِ یہ سنت ہے کہ جب اِنَّا لِلّٰہ پڑھے تو اس کے بعد یہ بھی پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَ اخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا[۱۸]

اے اللہ ہمیں اس مصیبت پر اجر و ثواب دیجیے اور ہمیں اس سے بہتر کوئی نعمت دیجیے۔

امام مسلم نے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِیْبُہٗ مُصِیْبَۃٌ

اگر کسی مومن بندے کو مصیبت پہنچ جائے اور وہ یہ کہے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ، اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَ اخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا تو اس کے پڑھنے کی برکت سے اِلَّا اَجَرَہُ اللہُ تَعَالٰی فِیْ مُصِیْبَتِہٖ وَاخْلُفْ لَہٗ خَیْرًا مِّنْھَا اللہ تعالیٰ اس کو اس مصیبت میں اجر دیتے ہیں یا اس مصیبت کے بدلے میں اس سے بہتر کوئی چیز عطا فرما دیتے ہیں یا اس کو آخرت میں بہت زیادہ ثواب دے دیں گے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ فَلَمَّا تُوُفِّیَ اَبُوْ سَلَمَۃَ جب میرے شوہر ابو سلمہ کا انتقال ہوا قُلْتُ کَمَا اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تو میں نے وہی پڑھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا تھا یعنی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ، اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَ اخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا حالاں کہ اس وقت میں یہ سمجھتی تھی کہ مجھے ابو سلمہ سے بہتر کون سا شوہر ملے گا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱۸] روح المعانی: ۲/۲۳، البقرۃ (۱۵۶)، دار احیاء التراث، بیروت

کا حکم سمجھ کر پڑھ لیتی تھی۔ پھر فرماتی ہیں کہ فَاَخْلَفَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِیْ خَیْرًا مِّنْہُ اللہ تعالیٰ نے میرے شوہر کے بدلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمادیا، میرا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگیا۔[۱۹]

استدراج کی حقیقت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عَجَبًا لِّلْمُسْلِمِ مومن کی شان عجیب ہے۔ لیکن اس حدیث کو پورا بیان کرنے سے پہلے ایک بات اور عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے فَاَكْرَمَهٗ وَ نَعَّمَهٗ جب میں اپنے بندے کا اکرام کرتا ہوں اور اس کو خوب نعمتیں دیتا ہوں تو وہ کیا کہتا ہے فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ[۲۰] وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے میرا بہت اکرام کیا ہے۔ لیکن یہ انعام مقبولیت کی دلیل نہیں ہے۔ حکیم الامت بیان القرآن میں فرماتے ہیں کہ یہ آیتیں ان لوگوں کے لیے نازل ہوئی ہیں جو مجرمین ہیں یعنی جن کو نعمتیں دے دی جاتی ہیں تو خوب خوش ہوجاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ میں اللہ کا مقبول ہوں۔ لیکن یاد رکھو حکیم الامت تھانوی آیت فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ ان مجرمین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ[۲۱] وہ اللہ کی نعمت سے خوش ہوگئے، پھر ہم نے ان کو اچانک عذاب میں پکڑ لیا۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جو نعمت خدا سے دور کردے یعنی نافرمانی کی حالت میں ہیں، نماز روزہ غائب ہے، ٹی وی اور وی سی آر کے چکروں میں مبتلا ہیں، عورتوں کی بدنگاہی میں مبتلا ہیں، مگر خوب بلڈنگوں پر بلڈنگیں بن رہی ہیں، اچھی نوکری ہے اور تجارت بھی چل گئی تو کہتے ہیں کہ اگر ہم اللہ کے یہاں مقبول نہ ہوتے تو ہمیں یہ نعمتیں کیوں ملتیں؟ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ان کو اچانک عذاب میں پکڑتا ہوں کہ وہ حیران رہ جاتے ہیں کہ میری یہ نعمت کیا ہوئی؟ اس لیے یاد رکھو نعمت کے ساتھ ساتھ اگر اللہ تعالیٰ کا قرب عطا ہو، فرماں

[۱۹] صحیح مسلم:۳۰۰/۱،باب فی الاسترجاع عند المصائب کلھا،ایچ ایم سعید
[۲۰] الفجر:۱۵
[۲۱] الانعام:۴۴

برداری ہو تو وہ اصلی نعمت ہے، مگر جو نعمت پا کر انسان اللہ سے دور ہو جائے تو وہ نعمت نہیں مصیبت ہے۔ اسی لیے حضرت حکیم الامت بیان القرآن میں آیت فَیَقُوۡلُ رَبِّیۡۤ اَکۡرَمَنِ کے تحت فرماتے ہیں کہ وہ فخر کرتا ہے کہ دیکھو میرے رب نے میرا کتنا اکرام کیا ہے، تین ہفتوں میں چھ بنگلے بن گئے، ان ملاؤں کو رہنے دو، اگر میں اللہ کے یہاں عزت والا نہ ہوتا تو مجھے یہ بنگلے کیوں ملتے؟ تو حضرت فرماتے ہیں کہ اسی آیت سے ان کی جہالت ثابت ہو رہی ہے۔ کیوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ان کو اچانک پکڑ لیتا ہے اور اسی آیت سے ان جاہل صوفیاء اور فقیروں کا قول بھی رد ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ دیکھو اگر ہمارا سلسلہ خدا کے یہاں مقبول نہ ہوتا تو میں اتنا مال دار کیسے ہوتا؟ جب سے میرا اس پیر سے تعلق ہوا ہے جو کلفٹن میں ننگا بیٹھا رہتا ہے اور بھنگ گھانجا پی کر سٹّے کا نمبر بتاتا ہے اور حرام کام کرتا ہے، جب سے میں اس سے بیعت ہوا ہوں تو میری ایک فیکٹری تو پہلے ہی تھی تین فیکٹریاں اور چل گئیں، کاروبار بھی بڑھ گیا اور دو چار بچے اور پیدا ہو گئے۔ تو حضرت حکیم الامت اسی آیت کے ذیل میں بیان القرآن کے مسائل السلوک میں لکھتے ہیں هُوَ الۡجَهۡلُ الۡمَحۡضُ[۲۲] یہ محض جہالت ہے، اسی طرح اگر کسی صوفی کو خوب حال آتا ہے اور عشقِ الٰہیہ میں ذوق و شوق بھی ہے، رو بھی رہا ہے مگر ناچ گانے میں بھی لگا ہوا ہے، گناہ یعنی اللہ کی نافرمانی بھی کر رہا ہے۔ تو فرمایا کہ کتنا ہی رونا گانا مچالو، اگر یہ حال و ذوق و شوق خدا کی نافرمانی کے ساتھ ہے تو یہ استدراج ہے۔ لیکن اگر گناہ کے وقت میں طبیعت مکدر ہو جائے، پریشان ہو جائے، دل بے کیف ہو جائے، توفیق توبہ ہو جائے اور پھر توبہ کر کے رونے کے بعد اس کی حالت صحیح ہو جائے تو وہ استدراج میں شامل نہیں ہے۔ کیوں کہ جس کو استدراج ہوتا ہے اس کو اپنے استدراج کا علم نہیں ہوتا۔

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دلّی میں اپنے انتقال سے قبل مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میری جماعت میں بہت آدمی داخل ہو رہے ہیں، مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں یہ استدراج تو نہیں ہے؟ استدراج اس کو کہتے ہیں جیسے مچھلی کے کانٹے میں شکاری چارا لگاتا ہے اور اس کو ڈھیل دیتا ہے، جب مچھلی چارے کے لالچ میں پھنس کر کانٹے

[۲۲] بیان القرآن: ۲/۹۵، الفجر (۱۵)، ایچ ایم سعید

پر منہ مارتی ہے اور کانٹا اس کے منہ میں اٹک جاتا ہے تب اس کو پتا چلتا ہے کہ یہ تو میں عذاب میں آگئی ہوں۔ تو حضرت مفتی شفیع صاحب نے فرمایا کہ اگر یہ استدراج ہوتا تو آپ کو استدراج کا علم نہ ہوتا کیوں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں:

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ [۲۳]

تو لَا يَعْلَمُوْنَ سے پتا چلتا ہے کہ جن کو استدراج ہوتا ہے یعنی ڈھیل دی جاتی ہے ان کو اس ڈھیل کا علم ہی نہیں ہوتا۔

ایک صاحب نے حضرت تھانوی کو خط لکھا کہ حضرت مجھے کفر کے وسوسے آتے ہیں، میں بہت پریشان ہوں کہ میں مومن بھی ہوں یا نہیں؟ مجھے تو ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں میں کافر تو نہیں ہوگیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر تم کافر ہوتے تو کفر کے وسوسوں سے تمہیں غم نہ ہوتا۔ دنیا میں کوئی ایسا کافر نہیں پاؤگے جس کو اپنے کفر سے افسوس یا رنج ہو، اگر افسوس ہوتا تو ایمان لے آتا۔ تو جب تک کفر کے وسوسوں کو، گناہ کے وسوسوں کو برا سمجھوگے تو تمہارا ایمان کامل ہے۔ حدیث پاک ہے ذَاكَ صَرِيْحُ الْإِيْمَانُ [۲۴] یعنی کفر کے وسوسوں پر پریشان اور رنجیدہ ہونا ایمان کی علامت ہے۔ ایمان کی دولت جہاں ہوتی ہے وہیں تو چور جاتا ہے لہٰذا وسوسوں سے کیا ڈرنا، جب تک ان کو برا سمجھوگے ان سے کچھ نقصان نہیں ہوگا۔

اتباعِ سنت کے ساتھ مؤمن کی ہر حالت باعثِ اجر ہے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عَجَبًا لِّلْمُسْلِمِ اِنْ اَصَابَهٗ خَيْرٌ حَمِدَ اللهَ وَ شَكَرَهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ اِحْتَسَبَهٗ وَ صَبَرَ اَلْمُؤْمِنُ يُؤْجَرُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ

مومن کی شان عجیب ہے، اگر اس کو بھلائی پہنچ جائے تو شکر ادا کرتا ہے اور اگر اس کو مصیبت پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے۔ پس مومن کو ہر امر میں اجر دیا جاتا ہے حَتّٰى فِى اللُّقْمَةِ يَرْفَعُهَا

۲۳؎ الاعراف:۱۸۲

۲۴؎ صحیح مسلم:۱/۷۹، باب بیان الوسوسۃ فی الایمان ومایقولہ من وجدھا، ایچ ایم سعید

اِلٰی فِیْہِ یہاں تک وہ لقمہ جو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے [۲۵] اس پر بھی اجر ملتا ہے کہ بیوی کا دل خوش ہو جائے۔ اور آج کل لقمہ دینے کی بجائے ڈنڈا مارتے ہیں، سختیاں کرتے ہیں، ذرا ذرا سی بات پر مزاج گرم ہو جاتا ہے۔ دفتر کی لڑائی بھی بیوی پر اُتار دی۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ غصے کی مثال نزلے جیسی ہے، نزلہ جسم کے اسی حصے پر گرتا ہے جو کمزور ہو، اگر پھیپھڑے کمزور ہیں تو نزلہ پھیپھڑوں پر گرے گا، گھٹنے کمزور ہیں تو گھٹنوں میں درد شروع ہو جائے گا تو جو عضو کمزور ہوتا ہے نزلہ وہاں پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ کمزوروں پر اپنا غصہ اتارتے ہیں۔ یہ سخت حماقت اور نہایت ظلم کی بات ہے، کسی کو ستا کر کوئی چین سے نہیں رہ سکتا۔

مخلوق پر رحم کرنے کے انعامات

ایک دفعہ بڑی پیرانی صاحبہ کو رشتہ داروں میں جانا تھا، انہوں نے حکیم الامت سے کہا کہ صبح آٹھ بجے مرغیوں کو کھول دینا تاکہ دانہ پانی کھا لیں۔ حضرت صبح مرغیوں کو کھولنا بھول گئے۔ اب تفسیر بیان القرآن لکھنے بیٹھے تو کوئی مضمون نہیں آرہا ہے، خطوط کا جواب لکھنا چاہا تو وہ بھی بند، دل میں بندش اور عجیب گھبراہٹ و بے کیفی محسوس ہونے لگی، بس رونے لگے کہ یااللہ آج مجھ سے کیا غلطی ہوگئی، آپ مجھے تنبیہ کر دیجیے کیوں کہ اگر آپ ہدایت نہیں دیں گے تو ہمارا علم کچھ کام نہیں آئے گا۔ فوراً دل میں وارد ہوا کہ مرغیوں کو کھولو، میری بے زبان مخلوق وہاں تنگی میں ہے، تم نے ہماری مخلوق کو بند کر کے رکھا ہے تو تمہارا دل کیسے کھل سکتا ہے۔ حضرت جلدی سے تشریف لے گئے، دڑبہ کھولا اور ان کو دانہ پانی دیا۔ اب جو آکر لکھنے بیٹھے تو دل کھل گیا اور مضمون آنے لگے۔ تو انسان تو بڑی چیز ہے جہاں تک ہو سکے اللہ کی کسی مخلوق کو مت ستاؤ، بلی، کتے، چیونٹیوں اور تمام جانوروں پر رحم کرو، ان کو بھی تم سے کوئی اذیت نہ پہنچے۔

ایک کتے کو پانی پلا کر ایک گناہ گار عورت بخش دی گئی۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک کتا پیاس سے مر رہا تھا، ایک عورت نے اپنا دوپٹہ نکال کر موزے سے باندھا،

۲۵؎ کتاب الزھد والرقائق لابن المبارک: ۲۹/۲، باب فی ثواب المؤمن علی النفقۃ ینفقھا، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

اسے کنویں میں لٹکا کر پانی بھرا اور وہ پانی کتے کے منہ میں ڈالا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس بدکار عورت کو اس عمل پر بخش دیتا ہوں کہ اس نے میری مخلوق پر رحم کیا۔ آج ہمارا کیا حال ہے کہ ذرا سی کوئی غلطی ہوئی بچوں کی پٹائی لگادی، بیوی پر بھی غصہ ہو رہے ہیں۔ ارے دوستو! اگر قیامت کے دن اپنے اوپر رحم چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرنا سیکھو۔

دنیا کی تکالیف آخرت کے درجات میں اضافے کا سبب ہیں

ایک اور ضروری بات یہ عرض کرنی ہے کہ بعض بندوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بعض بندوں کا درجہ میں نے بہت بلند کر رکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بعض بندوں کے لیے اللہ کی طرف سے بہت اونچا درجہ لکھ دیا گیا ہے کہ یہ بندہ جنت میں بہت اعلیٰ مقام پر ہوگا لیکن وہ اپنے عمل کی کمزوریوں سے اس مقام پر نہیں پہنچ سکتا اِذَا سَبَقَتْ لِلْعَبْدِ مِنَ اللهِ مَنْزِلَةٌ لَّمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهٖ بندہ کے لیے جب کوئی اونچا درجہ لکھ دیا جاتا ہے اور وہ نیک اعمال نہ کرکے اس مقام پر نہیں پہنچ پاتا تو اِبْتَلَاهُ اللهُ فِیْ جَسَدِهٖ اَوْ فِیْ وَلَدِهٖ اللہ اس کے جسم کو کوئی تکلیف دے دیتے ہیں، مرنے سے پہلے کوئی بیماری دے دی، کوئی مصیبت آگئی یا اور کوئی تکلیف ہوگئی کھانسی ہو رہی ہے، کوئی زخم ہوگیا۔ اب اس کو برداشت کر رہا ہے یا اس کے مال میں کوئی نقصان ہوگیا یا اس کی اولاد میں کوئی تکلیف آگئی، اولاد بیمار ہوگئی ثُمَّ صَبَّرَهٗ اور وہ اس پر صبر کرتا ہے، اللہ ہی اس کو صبر کی طاقت بھی دیتا ہے، کتنا کریم رب ہے جو امتحان بھی لے اور پرچہ بھی دکھادے، تو اللہ تعالیٰ اس کو صبر کی قوت بھی دے دیتے ہیں، حَتّٰى يُبَلِّغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِیْ سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ یہاں تک کہ وہ اس اونچے درجے کے قابل ہو جاتا ہے اور روح نکلتے ہی اللہ اس مقام پر پہنچا دیتے ہیں[۲۶] کہ تم اس قابل تو نہیں تھے لیکن تم کو قابل بنانے کے لیے تمہیں دنیا میں تھوڑی سی تکلیف دے دی تھی۔

بس یہ ہی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اگر تعلق خاص ہو تو تکلیفوں کے اندر بھی

---

[۲۶] شعب الایمان للبیہقی: ۱۲/ ۲۷۴ (۹۳۸۹)، فصل فی ذکر ما فی الاوجاع، مکتبۃ الرشد، ریاض

ان شاء اللہ زیادہ پریشانی نہیں ہوگی۔ ایک صاحب کو بہت کھانسی آرہی تھی، میں نے کہا کہ آپ بہت پریشان ہیں حالاں کہ کھانسی آپ کو نہیں آرہی ہے۔ کہنے لگے کہ واہ پھر کس کو آرہی ہے؟ میں نے کہا کہ آپ کے پنجرے کو آرہی ہے، آپ کا جسم پنجرہ ہے اور پسلیاں اس پنجرے کی تیلیاں ہیں، اصل تو روح ہے، روح تو خیریت سے ہے، اب چوں کہ آپ اسّی برس کے ہوگئے، اب تو جانا ہی جانا ہے، اگر پنجرہ کمزور نہ کیا جائے تو چڑیا کیسے اُڑے گی؟ تو بہت ہنسے اور کہا کہ آپ کی بات سے مجھے بہت سکون ملا۔

ایک تھانے دار سے ان کی بیوی بہت لڑتی تھی۔ انہوں نے حکیم الامت کو خط لکھا کہ حضرت میری بیوی مجھے بہت تنگ کرتی ہے۔ تو حضرت نے لکھا کہ بھائی اس وقت تو میرے ذہن میں کوئی وظیفہ نہیں آرہا ہے البتہ ایک بات لکھتا ہوں کہ جب وہ تم سے لڑنا شروع کرے تو تم سمجھ لو کہ یہ شیطان کی مینا ہے، اس کی بولی بول رہی ہے لہٰذا اس کا تماشا دیکھ لیا کرو۔ حیدرآباد کے عجائب خانے میں ایک مینا ہے، میں نے خود جاکر دیکھا، وہ اُردو میں تین الفاظ بولتی ہے، "پاکستان" اور "چائے والا"، اس کو یہ الفاظ سِکھا رکھے ہیں، اس سے زیادہ اور کچھ نہیں بولے گی، جتنا سکھایا گیا ہے اتنا ہی بولے گی۔ ایسے ہی حضرت نے اس کو کہا کہ اپنی بیوی کو شیطان کی مینا سمجھ لو۔ پھر انہوں نے لکھا کہ اس جواب سے ان کو بہت فائدہ ہوا۔

مقامِ تسلیم ورضا

اگر اللہ کی محبت حاصل ہوجائے تو سمجھ لیجیے کہ باہر سے پریشانی نظر آئے گی لیکن آپ کے دل میں پریشانی نہیں ہوگی۔ اب اگر کوئی کہے کہ صاحب تکلیف کی حالت میں کیسے مزہ آسکتا ہے؟ تو ایک شخص مرچوں والا شامی کباب کھارہا ہے تو اس کے آنسو نکلیں گے یا نہیں؟ اور وہ شور بھی کررہا ہے کہ ارے بھائی بہت مرچیں ہیں۔ اب اگر اس سے کوئی کہے کہ میاں اتنی تکلیف ہے تو کھا کیوں رہے ہو، مجھے دے دو۔ وہ کہے گا کہ ظالم یہ شور شرابہ تو اوپر سے ہے، ارے دل تو مزے اینٹھ رہا ہے، مزے لوٹ رہا ہے۔ تو اگر کبھی اللہ والوں کے جسم کو تکلیف دے دی جاتی ہے تو وہ تسلیم ورضا سے ہر وقت ایک جان نئی محسوس کرتے ہیں۔

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جان دیگر است

سبحان اللہ! کیا پاکیزہ شعر ہے۔ اللہ کی مرضی پر جو بندے راضی رہتے ہیں تو تسلیم و رضا کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو ہر سانس میں ایک نئی جان عطا کرتے ہیں۔ ارے اس لذت کو وہ کیا جانیں جو ایک جان پا کر پڑے ہوئے ہیں۔ جن کو ہر لمحہ نئی جان عطا ہو رہی ہے اس کی لذت ان سے پوچھو، یہ بہت بڑی نعمت ہے، دین دار بننے سے زندگی مزے دار ہو جاتی ہے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اگر دین دار بن جاؤ گے تو قلیل دنیا کے ساتھ مزے دار زندگی پاجاؤ گے اور اگر دین دار نہیں بنے، اللہ والے نہیں بنے تو کثیر دنیا کے ہوتے ہوئے بھی تم پریشان اور بدحواس رہو گے۔

جنت میں سب سے پہلے جانے والے لوگ

مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اَوَّلُ مَنْ یُّدْعٰی اِلَی الْجَنَّۃِ الَّذِیْنَ یَحْمَدُوْنَ اللہَ فِی السَّرَّاءِ وَ الضَّرَّاءِ[۲۷]

قیامت کے دن جنت کی طرف سب سے پہلے وہ لوگ بلائے جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں خوشیوں میں بھی اور تکلیفوں میں بھی۔ سَرَّاء کی تعریف علامہ آلوسی لکھتے ہیں اَلْحَالَۃُ الَّتِیْ تَسُرُّ جو حالت تمہیں خوش کر دے وہی سَرَّاء ہے۔ اور ضَرَّاء کیا چیز ہے؟ اَلْحَالَۃُ الَّتِیْ تَضُرُّ[۲۸] جو حالت تمہیں نقصان پہنچادے، ضرر میں مبتلا کر دے، تکلیف پہنچادے۔ اس پر ایک اِشکال ہوتا ہے کہ حالتِ نعمت اور خوشی میں تو سب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ دیتے ہیں لیکن ایک آدمی تکلیف میں ہے، بخار چڑھا ہوا ہے، وہ کیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے گا؟ اب اس کا جواب سن لیں۔

مصیبت میں اللہ کی حمد کرنے کا طریقہ

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ کی شرح گیارہ جلدوں میں لکھی ہے، وہ فرماتے

۲۷؎ شعب الایمان للبیہقی: ۲۱۶/۶ (۴۰۶۳)، باب تعدید نعم اللہ عزوجل، مکتبۃ الرشد، ریاض

۲۸؎ روح المعانی: ۲۷۲/۲، اٰل عمرٰن (۱۱۶)، دار احیاء التراث، بیروت

ہیں کہ تکلیفوں میں حمد سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض نہ ہو اور اپنے مولیٰ سے دل سے راضی ہو، اعتراض نہ ہو کہ خدا نے میرا بچہ کیوں مار دیا؟ کسی اور کے بچے کو موت کیوں نہیں آئی۔ لیکن اگر کسی کے بچے کا انتقال ہو جائے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو بیوی ڈنڈا اٹھالے گی کہ میرے بچے کا انتقال ہو گیا اور تو کیسا ظالم شوہر ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ رہا ہے۔ اگر محدثین شرح نہ کرتے تو آج ہم حدیثوں کو نہیں سمجھ سکتے تھے، اللہ ان محدثین کی قبروں کو نور سے بھر دے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کو واضح فرما دیا کہ تکلیفوں میں اللہ کی حمد کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ تم زبان سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو بلکہ قلب میں اعتراض پیدا نہ کرو، دل سے اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی رہو، غم ہو تو آنسو بہالو بلکہ اس وقت میں اظہارِ صدمہ اور اظہارِ غم سنت ہے مگر عدم اعتراض کی شرط ہے یعنی دل میں اعتراض نہ ہو کہ اللہ نے بڑی جلدی اٹھالیا، کچھ دن اور زندہ رہتے۔ گویا اللہ میاں کو مشورہ دے رہا ہے کہ اللہ آپ نے بہت جلدی اٹھالیا ہے، میرے بچے کی شادی ہو جانے دیتے، دو چار بچے ہو جاتے، آپ نے بڑی جلدی اٹھالیا، گویا آپ نے غلط کام کیا ہے، نعوذ باللہ۔

حکیم الامت نے اپنے ایک وعظ میں فرمایا ہے کہ ایک زمانے میں کہیں بارش نہیں ہو رہی تھی تو ایک سیدھے سادے بزرگ تھے، بعض بزرگ نہایت سادے ہوتے ہیں۔ جب بارش ہوئی تو چونکہ پریشانی بہت تھی، کھیتیاں سوکھ رہی تھی تو وہ بزرگ آسمان کی طرف دیکھ کر کہنے لگے کہ واہ رے اللہ میاں، آج آپ نے بڑے موقع سے بارش کی ہے۔ فوراً آسمان سے ڈانٹ پڑی کہ او بے ادب کیا میں بے موقع بھی بارش کرتا ہوں؟ میرا کام بے موقع بھی ہوتا ہے؟ تمہاری اس بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھی میں بے موقع بھی کام کرتا ہوں۔ بس وہ بہت روئے اور کہنے لگے کہ یا اللہ میں معافی چاہتا ہوں، آپ کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے۔

زندہ کنی عطائے تو ور بکشی فدائے تو
جاں شدہ مبتلائے تو ہر چہ کنی رضائے تو

آپ زندہ رکھیں تو آپ کی مرضی، مار دیں تو میں آپ پر قربان، میری جان تو آپ کے عشق میں مبتلا ہے اب جو آپ کی مرضی وہ کریں۔ اور بعض بزرگوں سے تو تکلیف اور پریشانی میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا ثابت بھی ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جارہے تھے، ایک عورت نے ان کے اوپر راکھ

چھینک دی تو فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اللہ کا شکر ہے۔ مریدوں نے کہا کہ حضور سر پر کوڑا پڑ گیا ہے، یہ کون سی نعمت پاگئے کہ جو آپ نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا۔ فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اس لیے کہا کہ جو سر نافرمانی سے آگ برسانے کے قابل تھا اس پر راکھ برسائی گئی، اس لیے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتا ہوں۔

حالتِ تکلیف میں اللہ کی حمد کرنے کی وجہ

صاحبِ مرقاۃ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ تکلیف کی حالت میں خدائے تعالیٰ کی حمد اس نیت سے بیان کریں کہ اِنَّ الْمُصِیْبَۃَ لَیْسَتْ فِیْ دِیْنِہٖ یعنی مجھے دین کے معاملے میں مصیبت نہیں آئی، جو مصیبت ہے دنیا ہی کی ہے اور اس پر مجھے ثواب ملے گا۔ دوسرا اس نیت سے کہو کہ مَا وَقَعَ اَکْبَرُ اَوْ اَکْثَرُ مِنْھَا[۲۹] یعنی اس مصیبت سے بڑی، کثیر اور کبیر مصیبت نازل نہیں ہوئی ورنہ اس سے کثیر اور بڑی بلا بھی نازل ہو سکتی تھی۔ صحابہ کرام نے اس ادا کو سمجھا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک جہاد میں گر پڑے اور ان کا دانت ٹوٹ گیا تو کہتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یُذْھِبِ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ شکر ہے اللہ کا جس نے میری آنکھوں کی روشنی اور کانوں کی سُنوائی نہیں چھینی۔ اس تصور سے مصیبت کم ہو جاتی ہے۔

انسان پر اللہ کی نعمتیں تکلیفوں سے زیادہ ہیں

حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب دامت برکاتہم نے مجھ سے فرمایا کہ میں ایک زمانے میں جون پور میں مقروض ہو گیا تھا۔ حضرت تھانوی کے خلیفہ ڈاکٹر عبد الحی صاحب کی اس سند کا اختر براہِ راست راوی ہے، درمیان میں کوئی اور راوی نہیں ہے، میری یہ سند بہت ہی مرفوع اور قوی ہے، اگر آپ مجھ سے حسنِ ظن رکھتے ہیں، حسنِ ظن رکھنے والوں کے لیے قوی اور مرفوع ہے اس لیے کہ ڈاکٹر صاحب سے براہِ راست پہنچ رہی ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ جون پور میں جب میں وکالت کرتا تھا تو ایک زمانہ ایسا آیا ہے کہ میں بہت ہی مقروض ہو گیا۔

جب ڈاکٹر صاحب نے وکالت چھوڑی تھی تو حضرت تھانوی نے انہیں خلافت دے

---

[۲۹] مرقاۃ المفاتیح: ۳/۱۲۳۸، باب البکاء علی المیت، دار الفکر، بیروت

دی تھی، گویا اسی کا انتظار تھا کیوں کہ بہت ساری وجوہات کی بنا پر اس وقت انگریزی حکومت کی عدالت کے وکیل کو خلیفہ بنانا جائز نہیں تھا۔ چناں چہ حضرت تھانوی نے فرمایا کہ اسی بات کا انتظار تھا کہ تم وکالت چھوڑو اور میں تمہیں خلافت دے دوں۔ بس جیسے ہی ڈاکٹر صاحب نے وکالت سے استعفیٰ بھجوایا فوراً خلافت مل گئی۔ تو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اس زمانے میں میں بیمار ہو گیا تھا اور بچوں کے اسکول کی پڑھائی، گھر کے خرچ اور مکان کے کرائے کی وجہ سے مقروض ہو گیا اور ان پریشانیوں کی وجہ سے دل اتنا چھوٹا ہوا کہ میں نے اپنے مرشد حضرت تھانوی کو تین چار صفحے کا خط لکھ دیا۔ حضرت نے جواب دیا کہ اگر کوئی اور پیر ہوتا تو لکھ دیتا کہ آپ کی تکلیفیں سن کر دل بڑا غمگین ہوا، پھر کچھ وظیفہ بھی لکھ دیتا کہ یہ پڑھو۔ لیکن ڈاکٹر صاحب مجھے افسوس ہے کہ سارے خط میں آپ نے مصیبتیں ہی مصیبتیں لکھی ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کی آپ پر کوئی نعمت موجود نہیں ہے؟ کیا آپ پر اللہ تعالیٰ کے انعامات آپ کی مصیبتوں کے لحاظ سے اکثریت میں نہیں ہیں؟ ذرا انعاماتِ الٰہیہ پر بھی غور کریں کہ اس وقت آپ پر اللہ تعالیٰ کی کتنی نعمتیں ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ جس وقت یہ خط پہنچا میرے دل کے غم کی آگ پر جیسے کسی نے برف رکھ دی کہ واقعی اللہ نے آنکھ بھی سلامت رکھی ہے، کان بھی سلامت رکھے ہیں، بچے بھی سلامت ہیں، بیوی بھی دی اور مکان بھی دیا اور سب سے بڑی بات اللہ نے ایمان عطا فرمایا، نماز کی توفیق دی، باقی چیزیں تو آتی جاتی رہتی ہیں، امیری غریبی تو آنے جانے والی چیزیں ہیں وَتِلۡكَ الۡاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیۡنَ النَّاسِ[۳۰] غریبی امیری کے دن تو آنے جانے والے ہیں کبھی اس کو امیر بنایا کبھی مجھ کو بنایا۔ اصل تو جس سے اللہ راضی ہیں وہ سب سے بڑا امیر ہے، وہ رئیس اعظم ہے، سب سے بڑا امیر وہ ہے جس سے اللہ راضی ہے چاہے سوکھی روٹی پانی میں بھگو کر کھائے لیکن جس سے خدا راضی ہے وہ سب سے بڑا امیر ہے۔ اور جس نے مرغ کا لقمہ کھایا لیکن بدنگاہی کر کے نامحرم عورت کو دیکھ رہا ہے اس سے بڑا مصیبت زدہ کوئی نہیں ہے، یہ خدا کے غضب کے سائے میں ہے، اللہ کو ناراض کر رہا ہے، اس حرام حلوے کو چھوڑو اور روحانی حلوہ

۳۰؎ اٰل عمرٰن: ۱۴۰

کھاؤ۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو بصارت کو بچائے گا، اس کی بصیرت روشن ہو جاتی ہے، اللہ دل میں ایمانی حلاوت دے دیتے ہیں۔

اصلاحِ اخلاق اور اتباعِ سنت کی نصیحت

میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے مجھے خط میں لکھا ہے کہ جتنے علماء تم سے بیعت ہیں ان سب کو یہ لکھو کہ قرآن شریف اگر بچپن میں عوامی سطح پر پڑھا ہے، کسی اچھے قاری سے نہیں پڑھا ہے تو اب قرآن پاک کسی اچھے قاری سے پڑھ کر تجوید درست کرلیں اور اپنی زندگی میں بھی سنتوں کو جاری کریں اور انہیں دوسروں تک بھی پہنچائیں۔ اللہ سے قریب کرنے والا سب سے بڑا شارٹ کٹ راہِ سنت ہے۔ لہٰذا ہر وقت اتباعِ سنت کی فکر کرو اور اس کے لیے ایک ایک سنت کو سیکھو۔ یہاں سنت پر کتابیں موجود ہیں، ''گلزارِ سنت'' پتلی سی کتاب ہے اس کو دیکھ دیکھ کر اس پر عمل کرو، ایک کتاب ہے ''عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي''، (حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ایک کتاب ''پیارے نبی کی پیاری سنتیں'' کے نام سے شایع ہو چکی ہے۔ از مرتب)

ایک چیز ہے اصلاحِ اخلاق، بعض لوگ سالہا سال سے بزرگوں کے پاس جا رہے ہیں مگر اخلاق میں بہتری نہیں آتی لہٰذا حکیم الامت کی کچھ کتابیں بھی پڑھو جن میں ایک ''حیاۃ المسلمین'' ہے۔ اسی طرح حضرت تھانوی کی ایک کتاب اصلاحِ اخلاق پر مشتمل ہے، عُجب، کِبر اور رِیا جیسی باطنی بیماریوں سے بچنے کے لیے امام غزالی کی کتاب کو حکیم الامت نے تصوف کے نصاب یعنی کورس میں داخل فرمالیا ہے، اس کتاب کا نام ''تبلیغ دین'' ہے۔ یہاں کتب خانہ مظہری میں بھی دستیاب ہے اور جہاں سے چاہو خرید لو، میں اپنے کتب خانے کے نام کو سہولت کے لیے پیش کر رہا ہوں لیکن جہاں سے چاہو خرید و، اس میں تصوف کا نچوڑ ہے۔ آپ اسے پڑھیں گے تو اخلاق کی اصلاح اور تصوف کا حاصل آپ کو پتا چلے گا کہ آنکھوں کو بچانا اور دل میں غرور و تکبر اور ریا و دکھلاوے کا کیا علاج ہے؟ یہ تصوف کے کورس کی کتاب ہے، اپنے گھروں میں ہمارے بزرگوں کی کتابوں کا مطالعہ بھی کیا کرو، ان بزرگوں میں سے جس بزرگ کی کتاب پڑھو گے تو سمجھ لو کہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے ہو۔

تو حکیم الامت کی کتاب ''حیاۃ المسلمین''، ''تعلیم الدین'' اور ''تبلیغ الدین'' کے نام نوٹ کرلیں، اگر اکٹھے نہ لے سکیں تو ایک ایک کرکے لے لیں، اور ان سب میں تبلیغ دین کو اوّلیت دیں۔ ایک کتاب سنت کی اور ایک کتاب تبلیغ دین، فی الحال ان کا مطالعہ کیجیے، جب انہیں ختم کرلیں تو پھر ہم سے پوچھیں۔ ایک فہرست بنالیں کہ یہ یہ کتابیں لینی ہیں تاکہ تنخواہ دار حضرات کے بجٹ پر اثر نہ پڑے۔ ہر مہینے کچھ روپے اللہ کے راستے میں دینی کتابوں کے خریدنے پر لگایئے۔ ان شاء اللہ بارہ مہینے میں آپ کے پاس اچھا خاصا ذخیرہ ہوجائے گا۔ بہرحال تبلیغ دین کا خاص خیال رکھیے۔ پھر سن لیجیے کتاب تبلیغ دین کو پڑھیں ورنہ تصوف ایسے ہی رہے گا، اس کتاب کے مطالعے سے آنکھیں کھل جائیں گی، ان شاء اللہ۔ اور سنت کی کوئی کتاب مثلاً ''عَلَيۡكُمۡ بِسُنَّتِي'' یا ''گلزارِ ابراہیم'' بھی لے لیں، ان دونوں میں سے ''عَلَيۡكُمۡ بِسُنَّتِي'' زیادہ مفصل ہے۔ (اسی طرح حضرت والا کی کتاب ''پیارے نبی کی پیاری سنتیں'' کا مطالعہ بھی سنتوں پر عمل کرنے کے لیے نہایت مفید ہے۔ از مرتب)

دنیاوی مصائب پر زیادہ غم کرنا گناہ ہے

اب حکیم الامت کا ایک ملفوظ سنیے، فرماتے ہیں کہ حد سے زیادہ غم کرنا گناہ ہے۔ آج آپ نے سمجھ لیا کہ غم کرنے کی بھی ایک حد ہے، یہ نہیں کہ بیٹا مر گیا یا بیوی بیمار ہے تو خود گھٹ گھٹ کر مرے جارہے ہیں، بدحواس ہورہے ہیں، حد سے زیادہ غم کرنا گناہ ہے، حضرت کا یہ ملفوظ ''ملفوظاتِ کمالاتِ اشرفیہ'' میں موجود ہے۔

حضرت تھانوی فرماتے ہیں حد سے زیادہ غم کرنا گناہ ہے اور گناہ بھی کیسا ہے؟ گناہِ بے لذت ہے۔ کیا اس میں کوئی مزہ آرہا ہے؟ اس میں تو غم ہی آرہا ہے، مزہ کیا ہوگا۔ اور اس کا علاج کرنا واجب ہے، جو غم حد سے زیادہ بڑھ جائے اس کا علاج واجب ہوجائے گا، کیوں کہ اس سے آپ بیمار ہوجائیں گے، زیادہ غم کریں گے تو بلڈ پریشر ہائی ہوجائے گا، نیند کم ہوگی، نفسیاتی بیماری شروع ہوجائے گی اور وہم میں مبتلا ہوجائیں گے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حد سے زیادہ غم بڑھنے کا علاج کیا ہے؟ ایک آیت کا مراقبہ کرو:

مَا عِنۡدَکُمۡ یَنۡفَدُ وَ مَا عِنۡدَ اللّٰہِ بَاقٍ[۳۱]

جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہوجائے گا اور جو اللہ کے یہاں ہے وہ کبھی ختم نہیں ہو گا۔ لہٰذا جو چیز آپ سے چھن گئی وہ اللہ کے یہاں جمع ہوگئی۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے ہاتھ میں ایک روپیہ ہو اور کوئی چھین کر اس کو سو روپے دے دے تو کیا وہ روئے گا؟ اگر وہ نادان بچہ ہو گا تو روئے گا۔ اگر کسی بچے سے ایک لڈو چھین کر سو روپے اس کو دے دو تو اتنا زور سے چلائے گا کہ بس جیسے ابھی بے ہوش ہو جائے گا اور ابّا سے شکایت بھی کرے گا کہ ابّا اس نے میرا لڈو لے کر سو روپے دے دیئے، یہ کاغذ کا ٹکڑا پکڑا دیا۔ جب ابّا دیکھے گا تو کہے گا کہ بے وقوف کیوں روتا ہے؟ ارے ایک لڈو تو مشکل سے ایک روپے کا ملے گا اور یہ تو سو کا نوٹ ہے۔ تو دوستو، تکلیف پر اتنا اجر ہے کہ بس کچھ نہ پوچھو۔

مصائب پر اجر و ثواب کی بشارت

شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب قیامت کے دن تکلیفوں پر اجر ملے گا تو آدمی تمنا کرے گا کہ کاش دنیا میں میری کھال کو قینچیوں سے کاٹا گیا ہوتا۔ تو تکلیفوں پر اتنا ثواب ملے گا۔ اور اب دنیا کا بھی فائدہ بتلا رہا ہوں، لیکن غم مانگو نہیں، تکلیف کبھی نہ مانگو، اللہ سے تو ہر وقت عافیت مانگو، تکلیف مانگنا جائز نہیں ہے، لیکن اگر اللہ بھیج دیں تو سمجھ لو کوئی بڑا انعام ملنے والا ہے، اگر سالک ہے تو بہت زبردست قرب عطا ہو گا، اگر سالک ہے اور کچھ اللہ اللہ کرتا ہے تو اللہ اس کے مصیبت زدہ دل کو پیار کرلیتے ہیں، پھر اللہ کے ذکر کے نور کو دل میں گھسانے کے لیے دل میں جذبِ فیض کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے کسان زمین میں ہل جوتتا ہے تاکہ جو دانہ بوئے وہ آسانی سے اُگے، تو اللہ کی محبت کے پھل پھول پیدا کرنے کے لیے کبھی قلب کو صدمات اور غم سے صلاحیت بخشی جاتی ہے تاکہ اس میں اللہ کی محبت کو جذب کرنے کی استعداد پیدا ہو۔ مصیبت اور تکلیف مانگو تو نہیں، یہ مانگنے کی چیز نہیں ہے، مانگنا تو عافیت ہی ہے لیکن پھر بھی اگر تکلیف و مصیبت آجائے تو صبر کرو، اس پر

۳۱ے النحل:۹۶

راضی رہو، دعائیں مانگتے رہو، اللہ سے خوب روتے رہو اور سمجھ لو کہ ان شاء اللہ کوئی بہت ہی زبردست چیز ملنے والی ہے، مستقبل قریب میں کوئی زبردست نفع ملنے والا ہے۔ اسی لیے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؎

نہ گھبرا کوئی دل میں گھر کر رہا ہے
مبارک کسی کی دل آزاریاں ہیں

جب گھر بنتا ہے تو بنیاد کھودی جاتی ہے، بنیاد کھودتے وقت سارا گھر تباہ ہو جاتا ہے، لیکن جب اس کے بعد نئی تعمیر اور رنگ وروغن ہوتا ہے تو جو آدمی دیکھتا ہے حیران رہ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا یہ وہی گھر ہے۔ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ آنا چاہتے ہیں، جس کے دل کو خدائے تعالیٰ اپنے لیے قبول فرماتے ہیں اس کے دل میں کچھ توڑ پھوڑ کی جاتی ہے، اس کے دل کی بنیاد کھودی جاتی ہے جس کی وجہ سے اس پر تھوڑا سا صدمہ اور غم آتا ہے۔ لہٰذا اب یہ شعر اچھی طرح سے سمجھ میں آجائے گا۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں؎

نہ گھبرا کوئی دل میں گھر کر رہا ہے
مبارک کسی کی دل آزاریاں ہیں

واہ رے خواجہ صاحب! سبحان اللہ۔ بس اللہ تعالیٰ کا تعلق حاصل کرلو ان شاء اللہ ہر غم کا علاج ہو جائے گا، جو بھی دل سے دعا کرو گے ان شاء اللہ پوری ہوگی۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ دل سے دعا مانگی ہو اور قبول نہ ہوئی ہو۔ ایک عربی شاعر کہتا ہے؎

لَیْسَ یَتِیْمُ الَّذِیْ مَاتَ وَالِدُہٗ
یَتِیْمُ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْہِ الْعِلْمُ وَ الْعَمَلُ

یتیم وہ نہیں ہے جس کا باپ مر گیا ہے، اصلی یتیم وہ ہے جس کے اندر علم و عمل نہ ہو۔ جس کا باپ اس کے بالغ ہونے سے پہلے پہلے مر جائے وہ شرعی یتیم تو ہو جاتا ہے لیکن اصلی یتیم وہ ہے جس نے اللہ سے تعلق کاٹ رکھا ہے، نماز روزہ چھوڑ رکھا ہے، ورنہ جو نمازی ہے اسے تو جو تکلیف آئی اپنے اللہ سے کہہ دیا۔ اور جو نماز ہی نہیں پڑھتا وہ کیا کہے گا۔

داڑھی دین داری کا باغ ہے

اب ایک خوشخبری سنیں، ملتان سے ہمارے ایک دوست آئے تھے، وہ چار پانچ سال سے داڑھی رکھنا چاہتے تھے لیکن چوں کہ اپنے شہر میں بہت عزت والے ہیں اور بڑے بڑے افسروں سے ملنا جلنا ہوتا ہے تو داڑھی رکھنے سے شرماتے تھے اور کہتے تھے کہ دعا کیجیے کہ میں مسلمان ہو جاؤں، ان کے قلب میں داڑھی کی اتنی اہمیت تھی۔ خیر دعا کراتے رہے، اب جو دو تین دفعہ یہاں جمعہ کو آئے اور داڑھی پر میرا بیان اور جو کچھ مضمون اللہ نے اس وقت بیان کرادیا وہ سنا کہ بیویوں کے خوف سے یا مخلوق کے خوف سے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو مت چھوڑو، قبر میں نہ بیوی کام آئے گی نہ بچے اور نہ دفتر والے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی شکل بنالو، اللہ والوں کی شکل بنانے کا بھی تجربہ کرلو۔

جیسے کراچی کی میونسپلٹی اعلان کرتی ہے کہ اگر کوئی میونسپلٹی کے باغ کا پھول توڑتا ہوا پکڑا گیا یا گھاس پر چلتا ہوا پایا گیا، بعض پارکوں میں گھاس پر چلنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ تو اگر کوئی گھاس یا پھول خراب کرتا ہوا نظر آجائے تو اس کو فوراً گرفتار کرلیتے ہیں۔ تو یہ گال کے اوپر داڑھی کے جو بال ہیں یہ ہماری اور آپ کی ملکیت نہیں ہیں، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میونسپلٹی کا باغ ہے، اگر آپ نے اس پر استرا یا بلیڈ لگایا تو یاد رکھو یہ سرکاری شاہی باغ ہے، چاروں اماموں کے نزدیک ایک مٹھی سے زیادہ داڑھی کے بال کاٹنا حرام ہے، یہ خالی سنت نہیں ہے، یہ واجب ہے، اس کا ایک مٹھی سے زیادہ کترانا اور منڈانا دونوں حرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ اور اللہ کے سارے نیک بندوں نے داڑھی رکھی ہے، لہٰذا داڑھی رکھ کر اللہ کے نیک بندوں میں داخل ہو جاؤ گے۔

جلد از جلد حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی شکل بنالیں

تو آج مجھے ایک خوشخبری سنانی تھی کہ ملتان سے خبر آئی کہ وہ صاحب عمرہ کرنے جارہے ہیں تو میں نے ان سے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر، حضور کے سامنے ایسا چہرہ بنا کر جانا کیسا ہے؟ کیا آپ حضور کو غم پہنچانے جارہے ہیں اور اس کو جائز

سمجھتے ہیں؟ بس انہوں نے اعلان کیا اور ملتان سے خبر آگئی کہ انہوں نے داڑھی رکھ لی ہے اور وہ داڑھی رکھ کر حضور کے روضۂ مبارک پر حاضر ہوئے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جب عمرہ کرنے جائیں جب ہی داڑھی رکھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں سے بھی اُمت کے اعمال پہنچائے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ عَلَی اللہِ وَ تُعْرَضُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ[۳۲]

اللہ تعالیٰ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہر ہفتے اُمت کا عمل پیش کیا جاتا ہے۔ لہٰذا آپ کا عمل بھی ضرور پہنچتا ہے۔ اس لیے کوشش بھی کرتے رہو اور اللہ سے دعا بھی کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے دے، ہمت دے دے کہ ہم حضور صلی اللہ وسلم جیسی شکل بنا کر مریں، ہمیں اس وقت تک موت نہ آئے جب تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی شکل نہ ہو جائے۔

اتباعِ سنت پر مخلوق سے نہ ڈریں

بیویوں کے لڑنے سے مت ڈرو، ہماری اس مجلس میں ایک دوست بیٹھے ہوئے ہیں جن کی بیوی نے کئی برس تک ان کی داڑھی سے لڑائی لڑی اور کہا کہ تم ہمیں اچھے نہیں لگتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم میری نظر میں اچھی نہ لگو اور ساری دنیا کی عورتیں تمہیں مبارک باد پیش کریں تو بتاؤ تمہیں غم ہوگا یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ بے شک غم رہے گا کہ اگر میرا شوہر مجھے نہیں چاہتا تو دنیا کی عورتوں کی تعریف سے مجھے کیا ملے گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر میرا خدا مجھے پسند نہیں کرے گا جن کے کرم سے میری کشتی پار ہونی ہے تو تمہاری تعریف سے مجھے کیا حاصل ہوگا۔ تم تو سمجھتی ہو کہ چند دن کی زندگی میرے شوہر کی وجہ سے پار ہونی ہے، روٹی کپڑے کے لالچ میں تم میری نظر کو قیمتی سمجھتی ہو لیکن وہ خدا کہ دنیا میں بھی ہم اس کی رحمت کے بغیر مصیبت سے نہیں بچ سکتے اور پل صراط پر، میدان محشر میں اور قیامت کے دن بھی ہم ان کی رحمتوں کے محتاج، ہم ایسے مالک کریم کو جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اور جو ہمارے گال کے خالق

---

[۳۲] کنز العمال: ۴۶۹/۱۶ (۴۵۴۹۳) بیان الام فی باب بر الوالدین، مؤسسۃ الرسالۃ/ کشف الخفاء للعجلونی: ۳۱۵/۱ (۹۹۱) حرف المثناۃ الفوقیۃ

ہیں، جو چاہتے ہیں کہ ہم ایک مٹھی داڑھی رکھیں، تو ہم اپنے خالق کی بات مانیں یا تمہاری بات مانیں؟ لہٰذا وہ اپنی بیوی سے لڑتے رہے، میں نے ان سے کہا کہ لڑو مت، اس کو کچھ مت کہو، ایک دن خود ہی خاموش ہو جائے گی، لہٰذا ایسا ہی ہوا، آہستہ آہستہ وہ مانوس ہو گئی۔

دین پر استقامت کے ثمرات

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اگر سگریٹ پینے والے کو سگریٹ نہ ملے اور وہ کسی اچھے خاندان کا ہو، اپنے کسی بزرگ کے پاس بیٹھا ہو تو جلدی سے اٹھ کر جاتا ہے اور بیت الخلاء وغیرہ میں سگریٹ پی کر آتا ہے، بری عادت ایسی چیز ہوتی ہے لہٰذا اچھی عادتیں ڈالو، کچھ دن کی محنت ہے، اس کے بعد ان شاء اللہ بے چینی دور ہو جائے گی۔ ناظم آباد میں محکمہ موسمیات کے ایک نوجوان نے داڑھی رکھ لی، سارے آفس والوں نے اس کا مذاق اڑایا، اس نے کہا ؎

اے دیکھنے والو مجھے ہنس ہنس کے مت دیکھو
تم کو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنا دے

ایک دن اس کا آفیسر آیا اور کہا کہ مولوی صاحب دعا کرو، میرا بچہ بہت بیمار ہے۔ اور اس کی آسانی کے لیے اس کی ڈیوٹی تہجد کے وقت لگا دی۔ اس نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا کہ یہ سپروائزر میری داڑھی کا مذاق اڑاتا تھا، میں نے چھ مہینے برداشت کیا اور آج وہ دن ہے کہ پورے اسٹاف میں میری عزت ہو رہی ہے، مذاق اڑانے والوں نے دعائیں کرانی شروع کر دیں۔ میں نے کہا کہ الیکشن چند دن ہوتا ہے، الیکشن کے زمانے میں تھوڑی چھوٹ رہتی ہے، تمہارا خوب مذاق اڑتا ہے، گندے انڈے پھینکے جاتے ہیں، تمہیں کچھ گالیاں بھی دے دی جاتی ہیں، لیکن اگر تم جمے رہے تو اللہ تعالیٰ تمہاری حکومت قائم کر دیں گے، تمہاری عزت قائم کر دیں گے، اور جب تمہاری حکومت بن جائے گی تو ساری اپوزیشن خاموش ہو جائے گی۔

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈپٹی کلکٹر تھے، انہوں نے جب داڑھی رکھی، لمبا کرتا پہنا، تسبیح لے کر اور گول ٹوپی پہن کر عدالت میں گئے تو سارے ڈپٹی کلکٹر خوب مذاق اڑانے لگے، جب بہت مذاق اُڑا اور دل کو غم ہوا تو آسمان کی طرف دیکھ کر ایک شعر پڑھا۔ کیا زبردست شعر تھا، سبحان اللہ! فرمایا کہ ؎

ساری دنیا کی نگاہوں سے گرا ہے مجذوبؔ
تب کہیں جا کے ترے دل میں جگہ پائی ہے

مجذوب ان کے شیخ حکیم الامت حضرت تھانوی کا دیا ہوا تخلص تھا۔ بہر حال اللہ کا پیارا بننا چاہتے ہو تو خود کو ساری دنیا کی نگاہوں سے گرنے دو، ایک دن یہ ہی دنیا تمہارے ہاتھ چومے گی، ان شاء اللہ۔ اس کے بعد ایک دن وہ بھی آیا کہ کافر بھی خواجہ صاحب کی عزت کرتے تھے۔

ایک مرتبہ انگریز کمشنر نے پورے یوپی کے تمام کلکٹروں اور ڈپٹی کلکٹروں کو بلوایا، تقریباً چالیس پچاس افسر آئے، سب ٹائی کوٹ میں تھے، صرف خواجہ صاحب لمبا کرتا اور گول ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔ انگریز کمشنر کے سامنے سب ڈپٹی کلکٹر کھڑے تھے، اس نے کسی کو کرسی نہیں دی، تھوڑی دیر کے بعد پتا چلا کہ خواجہ صاحب لمبا کرتا اور گول ٹوپی پہنے، ہاتھ میں تسبیح لیے ہوئے اور دہلی کا سلیم شاہی کا مدار جوتا پہنے تشریف لا رہے ہیں۔ خواجہ صاحب خوبصورت بھی بہت تھے، اللہ تعالیٰ نے بہت حسین و جمیل بنایا تھا، ڈاکٹر عبدالحی صاحب کی طرح ماشاء اللہ لمبے بھی تھے۔ جس وقت وہ آئے تو انگریز کمشنر کھڑا ہو گیا اور چپڑاسی سے کہا کہ جلدی سے کرسی لاؤ۔ کرسی منگوا کر پاس بٹھایا پھر اس انگریز کمشنر نے کہا کہ اے ڈپٹی کلکٹرو، یہ عزیز الحسن صاحب تمہارے ہی گریڈ کے آدمی ہیں، لیکن میں نے ان کو کرسی دی جب کہ تم پچاس لوگ کھڑے ہو، تم کو کرسی نہیں دی، شاید تمہارے دل میں اعتراض ہو کہ انگریز ناانصاف ہے، لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ان کو دیکھ کر میرے دل پر ایسا رعب طاری ہوا اور مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے مغلیہ خاندان کا کوئی بادشاہ آ رہا ہے، اور میں ان کو کرسی دینے پر مجبور ہو گیا، کیوں کہ یہ شخص مجھے شاہی خاندان کا فرد معلوم ہوتا ہے اور تم لالچی ہو، تمہارے ذہن غلامانہ ہیں، اسی غلامیت والے ذہن کے باعث تم نے کوٹ پتلون پہن کر میری نقل کی ہے، اور باوجود اس کے کہ حکومت انگریزوں کی ہے، بادشاہت انگریزوں کی ہے لیکن اس شخص کا ضمیر کتنا زندہ ہے کہ اس نے غلامی کے لباس کو قبول نہیں کیا، ہمارے کوٹ پتلون میں ملبوس ہو کر نہیں آیا تو میں اس کی عزت کیوں نہ کروں؟ دیکھا آپ نے یہ ہوتی ہے عزت!

بس دعا کیجیے کہ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اُمورِ عشرہ برائے اصلاحِ معاشرہ

از محی السنۃ حضرتِ اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ان شاء اللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا۔ اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بد نگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاقِ ذمیمہ (بُرے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص و طمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائلِ تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قراءت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقے کو سیکھنا۔ نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کرکے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

۷۔ سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ مسنون طریقے پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلامِ پاک کے حُسن وجمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعدِ اخفاء واظہار، معروف ومجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات ومعاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت وپریشانی میں مبتلا نہیں ہُوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہُوا ہوں۔ نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر وثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب وروز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ مؤکدہ، سُنتِ غیر مؤکدہ، مستحب ومباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر وشرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

❀❀❀❀

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

دنیا میں راحت اور مصیبت ساتھ ساتھ چلتے ہیں جب کہ جنت صرف راحت کی اور جہنم صرف مصیبت کی جگہ ہے۔ ایک مسلمان کو دنیا کی عارضی پریشانیوں پر زیادہ غم نہیں کرنا چاہیے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مصیبتوں اور تکلیفوں پر حد سے زیادہ غم کرنا گناہ ہے۔ یہ نہیں کہ بیٹا مرگیا یا بیوی بیمار ہے تو گھٹ گھٹ کر مرے جارہے ہیں اور بدحواس ہورہے ہیں۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''مصائبِ دنیا اور راحتِ عقبیٰ'' میں قرآن پاک اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں دنیاوی مصائب و پریشانیوں پر آخرت میں ملنے والے اجر و ثواب کے بارے میں نہایت اہم مضامین ارشاد فرمائے ہیں جو غم زدہ دلوں کی تسلی کے لیے انتہائی مفید اور مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔

www.khanqah.org

AW160